اسکا بھی واجب ہی کیونکہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہی اور منجملہ اس موقوف علیہ سے
تقلید مذہب معین کے مذاہب اربعہ سی ہے لہذا اہل سنت وجماعت نے زمانہ تقرر مذاہب اربعہ سے
لیکر آجتک مذہب معین پر چلی آئی باین لحاظ کہ تقلید مذہب معین کی مذاہب اربعہ سی اپنے
زمانہ مین موقوف علیہ حفظ شریعت اور انتظام دین کیسی ہے کیونکہ آنحضرت علیہ السلام
فرمایا لا یاتی علیکم زمان الا الذی بعدہ شر منہ یعنی نہ آئیگا تمپر کوئی
زمانہ مگر ہوگا وہ زمانہ جو بعد اسکی آئیگا شر زمانہ ماقبل کیسی روایت کیا اسکو بخاری نی اور
فرمایا آنحضرت علیہ السلام نی یخرج فی اخر الزمان رجال یختلون الدنیا بالدین
والسنتہم احلی من السکر وقلوبھم قلوب الذیاب رواہ الترمذی
یعنی نکلینگی آخر زمانہ مین لوگ کہ حاصل کرینگی دنیا کو بپردی دین مین اور زبانین انکی
شیرین تر ہونگی شکر سی اور دل انکی بھیڑیوں کی ہونگی روایت کیا اسکو ترمذی نی یعنی ظاہر
مین مشایخون کی صورت بنکر دین کے پردہ مین ہوکر میٹھی میٹھی باتین بناکر اہل اسلام کو
بھیڑیوں کی طور پھاڑ کھائینگے چونکہ حفظ دین کا ہمارا اوپر واجب تھا تو اہل سنت وجماعت نے
واسطے انتظام دین کے حکم تقلید مذہب معین کا مذاہب ائمہ اربعہ سی اس زمانہ مین دیا کیونکہ
اس زمانہ مین اگر حکم تقلید مذہب معین کا مذاہب اربعہ سی نہ دیا جائی اور لوگونکو اپنی طرح پر
چھوڑا جائی تو دین پراگندہ ہو جائیگا جسطرح خواہش مین آئیگا اوسیطرح کی قول اقوال
نقل کریگا قرآن حدیث سی اپنی اٹکل لگاکر اپنی اپنی غرض کی موافق عمل کرینگی اور جو برائے
فاسد پر فاسد مین بحکم احادیث مذکورہ کی آئیگا اوسطرف عوام کو اپنی تابع کرنیکی لیئی اور
تحصیل معاش کے لئی پکارینگی حتی کہ گھر گھر کا دین ومذہب الگ الگ ہو جائیگا اور دن
بدن تبدل اشخاص کی دین بدلتا رہیگا حتی کہ یہہ دین لوگونکی نظر و نمین واہی تباہی

معلوم ہوگا اور حاکم وقت کے دینکی طرف لوگ اس دینکو واہی تباہی جانکر متوجہ ہو
جاینگی لہذا اہل سنت وجماعت واسطے بند کرنے اس فساد مذکور کے تعبد امکان حکم
تقلید مذہب معین کا مذاہب اربعہ سے جو خیر القرون میں مدون بہ تحقیق کروئے گئے علمائے
ذوی الاعتبار کی ہوئی ہین وہ اسلئے کیونکہ ہر شخص اسوقت اپنے امام کی مذہب مدون مفتی بہ
اور صحیح کی موافق عمل کرتا رہیگا اور انہیں رائے فاسدون ہبل کی موافق گمراہ نہوگا اور کسی مفتی
اجرنکے پیچھے نہ آویگا اور مفسدین وقت کا اسمین کوئی حیلہ نچلیگا کیونکہ وہ خلاف
مذہب مفتی بہ یا صحیح میں نکر جاویگا جیسا کہ اشارہ کیا اس علت مذکورہ کیطرف علمائے
دینی کتب میں جیسا کہ کہا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی نے شرح تحریر اصول میں کذا
الانتقال من مذهب الی مذهب لا یجوز فی زماننا لظهور الخیانة انتهی
یعنی نہیں جائز انتقال ایک مذہب سے طرف مذہب دوسرے کی اس زمانہ میں واسطے ظاہر
ہونے خیانت لوگون کی باب دین میں اور کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے صراط المستقیم میں
قرار داد علماء و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و
ربط کار دین و دنیا ہم درین صورت بود و ہو المختار و فیہ الخیر انتہی یعنی مفتی بہ علما کا اور
مصلحت دید انکا واسطے حفظ شریعت اور انتظام دین کی اس زمانہ میں تقلید مذہب معین
کی ہے مذاہب اربعہ سے اور ضبط اور ربط دین و دنیا کا اسیصورت میں ہے اور یہی مختار ہے
اور اسیمیں خیر ہے لہذا علمائے تقلید مذہب معین کو مذاہب اربعہ سے واسطے حفظ شریعت
اور انتظام دین کے واجب قرار دیا جیسا کہ فرمایا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان میں
اما من لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی وجب علیه التقلید بمذهب
معین کما مر تقریره خوفا من الوقوع فی الضلال و علیه عمل الناس الیوم انتهی

یعنی جو شخص کہ غیر مجتہد ہو واجب ہے اوسپر تقلید ایک مذہب معین کی جیسا کہ گذر چکا ہے تقریر اوسکی واسطی خوف وقوع کی گمراہی مین اور ایسہی یہہ ہے عمل لوگون اہل اسلام کا اور دوسری جا فرمایا کما علیہ عمل الناس فی کل عصر یعنی جیسا کہ ہے اوسپر عمل لوگون کا ہر زمانی مین حتی کہ علماء دین واسطی اوسکی حفظ شریعت و انتظام دین کے تعزیر کو مقرر کیا جیسا کہ طحطاوی نے نقل کیا اور کہا والانصاف ما قالہ الکمال وعبارتہ قالوا ان المنتقل من مذھب الی مذھب اثم یستوجب التعزیر انتہی مختصراً یعنے انصاف اور عدل کا وہ قول ہے کہ کہا اوسکو کمال نی اور عبارت اوسکی یہہ ہی کہ کہا علمانے کہ منتقل ایک مذہب سے طرف دوسری مذہب کی گناہگار ہے واجب التعذیر تمام ہوی کلام اوسکے ثم لا یخفی علی اھل العلم ان العالم یدل علی الوجود والتوحید والبعث و الارسال والوجوب فاما الوجود فلان المصنوع یدل علی وجود صانعہ الا تری ان البعرۃ تدل علی البعیر والاثر یدل علی المسیر والسماء ذات البروج والارض ذات الفجاج کیف لا تدلان علی ذات الخبیر واما التوحید فلان عجز احدھما علی تقدیر التعدد لازم لانہ لو اراد احدھما من العالم والاخر علی دفعہ اما قادرا ولا فعجز احدھما من دفع الاخر لازم فالمغلوب من دفع الاخر لیس بالاہ ففی کل شیء لہ اٰیۃ علی انہ اللہ واحد واما البعث فلان العالم بعضہ من بعضہ مظلوم فلو لم یفرد یوم الانصاف نبقی المظلوم بغیر الانصاف وذکر ان منکر البعث جاء الی خلیفۃ من الخلفاء فقال ان الانسان اذا مات صار ترابا فلا بعث ولا عقاب ولا ثواب فقال الخلیفہ ان قولنا ان البعث حق والثواب حق والعذاب حق والجنۃ حق والنار حق

فلابد من صدق احد القولين وكذب الاخر لاستحالة اجتماع النقيضين
فرجحنا ما نقول بان قولكم ان كان حقا فلا ضرر علينا لانا كنا توابا
كما قلتم وان كان قولنا حقا فانتم على ضرر في جهنم في النار والعقاب
نحن على خير في الجنة والثواب فنحن على كل تقدير على خير بخلافكم فاسلم
واما الارسال فلانه لولم يرسل كيف يحكم بالحجة بجواز ان يقول كيف نعلم
انه جائز وانه غير جائز وانه حلال وانه حرام واما الوجوب فلانه لولم
يجب على المكلف التقليد بالمذهب الواحد كيف يحكم بالحجة لجواز ان يقول علانية
في ذلك يقول فلان وفي ذلك يقول فلان وفي ذلك الوقت يقول فلان و
في ذلك الوقت يقول فلان حاصله انه صار المكلف في جميع الاحكام
الالهية غير مكلف سوى الحكم المجمع عليه من جميع الامة و لم
يوجد المجمع عليه تلك الصفة الا قليلا غاية القلة حتى ان رفع
العمل بالاجماع ايضا لانه مختلف فيه انكره الرفضة وغيرهم
كما في الاصول والقياس ايضا فانه مختلف فيها انكره الظاهرية
والرافضة وغيرهم كما في الاصول والحديث ايضا فان قبوله
مشروط عند بعض العلماء بان روى اربعة عن اربعة في كل طبقة كما في شرح
مسلم للنووي وايضا بقي المظلوم بلا انصاف فدل العالم على الوجود والتوحيد
والبعث والارسال و وجوب تقليد المذهب الواحد جس سے ظاہر ہوا کہ اہل
اہل انصاف کو یکہ باب اول اور باب ثانی سب ہے مناسب ہے

باب اول دلیل من التزم مذہب معین ہے

جاننا چاہیے کہ تقلید شرع میں متبع ہونا غیر مجتہد کا مجتہد عادل کے اور یہہ تعریف
تقلید کی تین قید پر مشتمل ہے **قید اول** یہہ کہ ہو تابع غیر مجتہد نہ مجتہد اور قید ثانی
یہہ ہی کہ ہو متبوع مجتہد نہ غیر مجتہد اور قید ثالث یہہ ہے کہ ہو متبوع عادل نہ غیر عادل اور
بیان ان قیود ثلثہ کا مدار الحق میں خوب مدلل کر کے بیان کیا گیا اور یہہ تقلید دو قسم ہے
فرض و واجب جیسا کہ قرأت دو قسم ہے فرض اور واجب اور فرض وہ شی ہے کہ ثابت
ہو دلیل قطعی سے اور واجب وہ شی ہے کہ ثابت ہو دلیل ظنی سے پس جیسا کہ قرأت
مطلق عام اسی کہ سورہ فاتحہ ہو یا غیر ہو فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہے دلیل قطعی سے
قولہ تعالی فاقرؤا ما تیسر من القران اور قراۃ سورہ فاتحہ کی واجب ہے کیونکہ وہ ثابت
ہی دلیل ظنی سے قال علیہ السلام من صلی صلوۃ لم یقرء فیہا بام القران فہی
خداج فہی خداج فہی خداج غیر تام رواہ الامام مالک و الامام محمد و
مسلم والترمذی والنسائی وغیرہم اسیطرح تقلید مطلق عام اسی کہ
معین ہو یا غیر معین فرض ہے کیونکہ وہ ثابت ہی دلیل قطعی سے قولہ تعالی فاسئلوا
اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون اور تقلید معین واجب ہے کیونکہ وہ ثابت ہے
دلیل ظنی سی قال علیہ السلام من تولی من امر المسلمین شیئا واستعمل علیھم
رجلا وھو یعلم ان فیھم من ھو اولی واعلم بکتاب اللہ وسنۃ رسول
اللہ فقد خان اللہ ورسولہ وجماعۃ المسلمین رواہ الطبرانی ومثلہ
فی الھدایۃ فی کتاب القضاء پس یہہ حدیث دال ہے اسپر کہ تقلید مذہب مجتہد
افضل اور اولی کی واجب ہے لہذا مقلد کو جبکہ معلوم کرے کہ فلان امام افضل ائمہ مجتہدین کا
ہی اخذ کرنا مذہب غیر کا اور عمل کرنا مذہب غیر پر منکر ہی باتفاق علماء کی جیسا کہ کہا امام

غزالی نے کہ ائمہ مجتہدین اور ائمہ شافعیہ ائمہ اصول سے ہے احیاء العلوم میں لم یذہب
احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز له ان یعمل بموجب اجتہاد غیرہ و لا الی
ان الذی ادّی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء ان له
ان یاخذ بمذہب غیرہ فینتقد من المذاہب اطیبہا عندہ بل علی کل
مقلد اتباع مقلدہ فی کل تفصیل فان مخالفته للمقلد فی کل تفصیل
متفق علی کونه منکرا بین المحصلین انتہی لہذا اہل سنت و جماعت بعد تفرق ہماسے
اربعہ کے مذاہب اربعہ میں منحصر ہو گئی جیسا کہ کہا طحطاوی نے شرح در المختار کی کتاب الذبائح میں
قال بعض المفسرین ان ہذہ الفرقۃ الناجیۃ المسماۃ باہل السنۃ والجماعۃ
اجتمعت الیوم فی المذاہب الاربعۃ وہم الحنفیون والمالکیون والشافعیون
والحنبلیون ومن کان خارجا عن ہذہ المذاہب الاربعۃ فی ذلک الزمان
فہو من اہل البدعۃ والنار انتہی لیکن مختلف ہوئے کہ ایا امام ابو حنیفہ افضل ہیں یا
مالک یا شافعی یا احمد بن حنبل بعض نے امام ابو حنیفہ کو افضل جان کر مذہب حنفی کو اختیار
کیا اور بعض نے امام مالک کو افضل جان کر مذہب مالکی کو اختیار کیا اور بعض نے امام شافعی کو افضل جان کر
مذہب شافعی کو اختیار کیا اور بعض نے امام احمد کو افضل جان کر مذہب حنبلی کو اختیار کیا

باب ثانی بقول علماء بین التزام مذہب معین

کہا امام غزالی حجۃ الاسلام شافعی نے احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف
والنہی عن المنکر میں باب ثانی کے رکن ثانی میں مطبع مجتبائی کے ربع ثانی کے صفحہ ۱۱۱ میں
لم یذہب احد من المحصلین الی ان المجتہد یجوز له ان یعمل بموجب اجتہاد
غیرہ و لا الی ان الذی ادّی اجتہادہ فی التقلید الی شخص رآہ افضل العلماء

کہا امام غزالی شافعی نے تذہیب احیاء العلوم کی کتاب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر باب ثانی کے رکن ثانی میں مطبع مجتبائی کے صفحہ ... کہ نہیں گیا کوئی شخص علماء میں سے اس طرف کہ مجتہد کو جائز ہے عمل مذہب غیر پر اور نہیں گیا کوئی شخص علماء میں سے اس طرف کہ مقلد کو جبکہ معلوم ہو کہ فلاں ...

ن له ان يأخذ بمذهب غيره بل على كل مقلد اتباع مقلده في كل تفصيل فان مخالفته للمقلد متفق على كونه منكرا بين المحصلين انتهى

بہا فتاوی حمادیہ کی کتاب الاستحسان میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۲۹۹ میں ہے و علماء الفقہاء ان الحق واحد وعليه بعض المتكلمين وفائدته ان العامي يعمل برأي امام واحد وقع عنده انه اعلم ولا يخالفه في شيء بهوى نفسه عندنا انتهى

تیسرا کشف کی شرح اصول بزدوی کی بحث تصویب المجتہدین میں ہے وذهب كل من قال المجتهد يخطي ويصيب مثل اصحابنا وعامة اصحاب الشافعي وبعض متكلمي اهل الحديث انتهى ثم قال بعيد ذلك فمن جعل الحق حقوقا اثبت الخيار للعامي ما يهواه ومن قال الحق واحد الزم للعامي ان يتبع اماما واحدا وقع عنده بدليل النظر انه اعلم ولا يخالفه في شيء بهوى نفسه انتهى

کہا علامہ شمس الدین قہستانی حنفی نے جامع الرموز شرح مختصر وقایہ کی کتاب الکراہت کے اخیر میں مطبع دہلی کے صفحہ ۶۱۰ میں واعلم ان من جعل الحق متعددا كالمعتزلة اثبت للعامي الخيار من كل مذهب ما يهواه ومن جعل واحدا كعلمائنا الزم للعامي اماما واحدا كما في الكشف فلو اخذ من كل مذهب مباحه صار فاسقا تاما كما في شرح الطحاوي للفقيه سعيد ابن مسعود في المذهب الصلابة اي اعتقاد

کونه حقا وصوابا کما فی الجواهر ومسلکنا فالوا مذهبنا صواب یحتمل الخطاء ومذهب غیرنا خطا یحتمل الصواب کما فی المصفی انتهی

کہا شیخ ملا علی قاری نے اوس رسالہ مین جو مولف ہے جواب رسالہ امام الحرمین بن فلان قالوا ینبغی ان یعتقد کل مقلد امام من الائمة ان امامه مصیب وغیره مخطی فی الجملة بناء علی ان المجتهد قد یخطی وقد یصیب وهو المعتمد وعلیه جمهور العلماء انتهی قال علیه السلام اذا حکم الحاکم فاجتهد فاصاب فله اجران واذا حکم فاجتهد فاخطأ فله اجر متفق علیه وقال الامام النووی فی شرح مسلم فی کتاب الاقضیة تحت ذلک الحدیث قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ذلک الحدیث فی حاکم عالم اهل للحکم فان اصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته وان اخطأ فله اجر باجتهاده انتهی وقال فی الکشف شرح البزدوی فی بحث تصویب المجتهدین وتخطیتهم قبیل بحث تخصیص العلل والدلیل المعتمد فی هذه المسئلة اجماع الصحابة رضی الله تعالی عنهم فانهم اطلقوا الخطاء فی الاجتهاد کثیرا وشاع وتکرر ولم ینکر بعضهم علی بعض فی التخطیة فکان ذلک منهم اجماعا علی ان الحق من اقاویلهم لیس الا واحدا انتهی وقال ابن الحاجب المالکی فی مختصر الاصول فی مباحث الاجتهاد فالمختار انه مخطی غیر اثم لنا انه لو کان کل مجتهد مصیبا

لاجتمع النقيضان لان استمرار قطعه مشروط ببقاء ظنه للاجماع على انه لو ظن غيره وجب الرجوع فيكون ظانا عالما بشئ واحد و ايضا اطلق الصحابة الخطاء فى الاجتهاد و تكرر و شاع و لم ينكر انتهى و قال القاضى عضد الدين فى شرح مختصر الاصول و لنا ايضا لو كان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين لان استمرار قطعه مشروط ببقاء ظنه للاجماع على انه لو ظن غيره وجب عليه الرجوع عنه الى ذلك الغير فيكون عالما مادام ظانا له فيكون عالما ظانا بشئ واحد فى زمان واحد و هما نقيضان و لنا ايضا ان الصحابة اطلقوا الخطاء فى الاجتهاد كثيرا و شاع و تكرر و لم ينكر فكان ذلك اجماعا انتهى و قال التفتازانى فى شرح العقائد فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم اتصاف الفعل بالحرمة و الاباحة او الصحة و الفساد او الوجوب و عدم الوجوب انتهى يعنى لو كان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين فى العمل و الاعتقاد لانه اذا اجتهد المجتهدان فقال احدهما ان ذلك الفعل حلال و قال الآخر بحرمته او قال احدهما ان ذلك الفعل واجب و قال الآخر بوجوب تركه او قال احدهما ان ذلك العمل صحيح و قال الآخر بفساده فلو كان كل مجتهد مصيبا لزم اجتماع النقيضين ۞

في العمل والاعتقاد وهو باطل باتفاق العقلاء كافة فاذا
كان الامر كذلك من ان المجتهد قد يخطئ وقد يصيب
وجب على كل مقلد ان يختار تقليد مذهب الامام الافضل
لئلا يقع في كثير الخطاء عمدا فلذا قال خلق كثير من العلماء
الاعلام بفرضية تقليد الاعلم كما هو مدلول
الحديث المذكور في الباب الاول منهم الائمة
الشافعية والامام احمد بن حنبل وطائفة الكثيرة
من الفقهاء والباقون بوجوبه فصار مسئلة وجوب تقليد
المذهب المعين متفقا عليها

کہا شامی نے شرح درمختار کی جلد اول کے صفحہ ۳۳ مین جیسا کہ عنقریب
عبارت اوسکی بعینہا بھی آوے گی قال الائمة الشافعية ان تقليد
الاعلم واجب انتهى اي فرض لان الوجوب
عندهم بمعنى الفرض

کہا کتب اصول کے بحث تقلید مین جیسا کہ عنقریب عبارت
اون کی بعینہا بھی آوے گی قال احمد وطائفة من
الفقهاء ان تقليد الافضل متعين انتهى
اي فرض لانهم قالوا بعدم جواز تقليد المفضول

کہا شرح منہاج الاصول کے آخر مین جیسا کہ عنقریب
عبارت اوسکی بھی آوے گی قال قوم وجب الاخذ بقول

الاعلم وهو الاقرب ورجح ابن الحاجب
جواز تقليد المفضول انتهى اسے فرض لانه
في مقابلة الجواز ١٢

کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ سے رسالہ
کبائر صغائر کے صفحہ ۱۴۲ مین اما الكبائر فقالوا
هي بعد الكفر الزنا واللواطة وشرب
الخمر وان قل ولم يسكر والحضور مع اهل
الفسق ومخالفة المقلد لحكم
مقلده انتهى

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان
کبرے مین اوائل کی فصول مین مطبع مصر کے
صفحہ ۸ مین وكان سيدي علي
الخواص اذا ساله عن التقليد بمذهب
معين الان هل هو واجب ام لا
يقول له وجب عليك التقليد بمذهب
ما دمت لم تصل الى شهود عين
الشريعة الاولى خوفا من الوقوع
في الضلال وعليه عمل
الناس اليوم انتهى

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبری کے صفحہ ۳۴ میں وقد ذکرنا

فی ایضاح المیزان وجوب اعتقاد الترجیح علی کل من لم

یصل الی الاشراف علی العین الاولی من الشریعۃ وبہ

صرح امام الحرمین وابن السمعانی والغزالی وغیرہم وقالوا

لتلامیذہم یجب علیکم التقلید بمذہب امامکم الشافعی

ولا عذر لکم عند اللہ فی العدول عنہ انتہی ولا خصوصیۃ

للامام الشافعی فی ذلک عند کل من سلم من التعصب بل

کل مقلد من مقلدی الائمۃ یجب علیہ اعتقاد ذلک

فی امامہ ما دام لم یصل الی شہود عین الاولی انتہی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان صغری میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۸ میں اما من لم یصل الی شہود عین الشریعۃ الاولی

فیجب علیہ التقلید بمذہب واحد کما مر تقریرہ

خوفا من الوقوع فی الضلال وعلیہ عمل الناس انتہی

کہا شیخ عبد الوہاب شعرانی نے میزان کبری کے اوائل کی فصل ثانی میں مطبوعہ مصر کے صفحہ ۱۲ میں فان قال قائل فہل یجب

عندکم علی المقلد العمل بالارجح من القولین او الوجہین

فی مذہبہ ما دام لم یصل الی معرفۃ ہذہ المیزان من

طریق الذوق او الکشف فالجواب نعم یجب علیہ ذلک ما دام لم یصل

الی مقام الذوق لہذہ المیزان کما علیہ عمل الناس فی کل عصر انتہی

۱۲

کہا عبدالوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے اوائل کی فصول میں مطبع مصر کے صفحہ ۱۷ میں فان قال قائل کیف صح من ھؤلاء العلماء ان یفتوا الناس بکل مذھب مع کونھم مقلدین ومن شان المقلد ان لا یخرج عن قول امامہ فالجواب یحتمل ان یکون احدھم بلغ مقام الاجتھاد المطلق المنتسب الذی لم یخرج صاحبہ عن قواعد امامہ فھؤلاء کلھم وان افتوا الناس بما لم یصرح بہ امامھم فلم یخرجوا عن قول علماء و یحتمل ان ھؤلاء العلماء اطلعھم اللہ علی عین الشریعۃ الاولی انتھی

کہا رئیس المحققین زبدۃ المحدثین امام المتقین ملاذ المتاخرین خادم حدیث رسول اللہ سالک مسالک اہل اللہ حافظ الدین نبوی شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب صراط المستقیم کے اوائل میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۲ میں قرارداد علما و مصلحت دید ایشان در آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و ربط دین و دنیا ہم درین صورت بود و ہو المختار وفیہ الخیر انتہیٰ

۱۴

کہا شیخ عبدالحق دہلوی نے شرح مذکور کے صفحہ ۲۶ میں خانہ دین بچہار ستون قائم است ہر کہ راہے ازین راہہا و مذہبی ازین مذاہب اختیار نمودہ براہ دیگر رفتن و در پی دیگر رفتن عبث و بیہودہ باشد و کارخانہ عمل از ضبط و ربط بیرون افتد و از مصلحت بیرون افتادن است و اگر قصد سلوک طریق ورع و احتیاط دارد بہم مذہب و اجل مختار رواست کہ دلیل آن احسن و اقوی و فائدہ آن اعم و اتم و احتیاط در آن اکثر و اوفر بود اختیار کند نہ براہ رخصت و مساہلت و حیلہ اندوزی نہ رود و این طریق

مناخران است وشک نیست کہ این طریق محکم تر و مضبوط تر است و گویند کہ طریق پیشینیان بر خلاف این بود ایشان تعیین مذہب و اتباع مجتہد واحد از واجبات نمیدیدند انتہی

کہا شیخ عبد الحق دہلوی نے مرج البحرین میں بسبب انکہ گفتہ اند الصوفی لا مذہب لہ صحیح نباشد مگر باعتبار اخذ اولی و احوط از روایات مذہب واحد کہ التزام اتباع آن کردہ است اگرچہ قول جمہور آن مذہب نباشد و جمیع ائمہ طریقت و اساطین ملت تابع فقہا بودہ اند

کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنے کتاب انصاف میں بعد نصف کے باب حکایت حال الناس میں کہ بعد دو سو برس کے یعنی بعد تقرر مذاہب اربعہ کے عمل در آمد جمہور علما کا یہ ہے و عبارتہ ہذہ و بعد المائتین ظہر فیہم التمذہب للمجتہدین باعیانہم وقل من کان لا یعتمد علی مذہب مجتہد بعینہ وکان ہذا ہو الواجب فی ذلک الزمان انتہی

کہا شاہ ولی اللہ دہلوی نے اپنی کتاب عقد جید کے آخر میں کہ مرجح فقہا کا یہ ہے و عبارتہ ہذہ والمرجح عند الفقہاء ان العامی المنتسب الی مذہب لہ مذہب لا یجوز لہ مخالفتہ انتہی

کہا شرح وقایہ کے باب النفقہ میں مطبع دہلی کے صفحہ ۱۲۳ میں واصحابنا لما شاہدوا الضرورۃ فی التفریق استحسنوا ان ینصب القاضی نائبا شافعی المذہب لیفرق بینہما انتہی فذلک دل علی المرام لانہم استحسنوا ذلک مع ان الضرورات تبیح المحذورات لاجل تحرزہم عن خلاف المذہب حتی الامکان فان قیل فانہم یسلمون عن ذلک بذلک لکن المستفتی یبقی غیر سالم قلنا کان تحرزہم

ممکنا ولم يمكن له فاذا لم يمكن فالضرورات تبيح المحظورات

بالاجماع كما ترى اباحة لحم الخنزير عند ضرورة المخمصة

کہا۲ حموی نے شرح اشباہ کی کتاب التعزیر مین مطبع دہلی کے
صفحہ ۳۱۷ مین وفی الفتح قالوا ان المنتقل من مذهب
الى مذهب باجتهاد وبرهان اثم يستوجب
التعزير فبلا اجتهاد وبرهان اولى انتهى

کہا۳ علامہ طحطاوی نے شرح الدر المختار کے کتاب التعزیر مین
مطبع مصر کے صفحہ ۱۷۸ مین والانصاف ما قال الكمال
قالوا ان المنتقل من مذهب الى مذهب باجتهاد
وبرهان اثم يستوجب التعزير فبلا
اجتهاد وبرهان اولى انتهى

کہا۴ علامہ طحطاوی نے شرح مذکور کے باب المرتد مین مطبع
مصر کے صفحہ ۲۸۸ مین قلت الذي يجب التعويل عليه
ما نص اهل المذهب فان اتباعنا للمذهب واجب انتهى

کہا۵ علامہ شامی نے شرح در المختار کے کتاب التعزیر مین مطبع
مصر کے صفحہ ۱۹۱ مین فان العلماء حاشاهم الله ان يريدوا
الازدراء بمذهب الشافعي وغيره بل يطلقون تلك
العبارات للزجر والمنع من الانتقال من مذهب الى مذهب
خوفا من التلاعب بمذاهب المجتهدين ويدل على

ذلك ما في القنية دامزا لبعض كتب المذهب ليس
للحاكي ان تحول من مذهب الى مذهب ويستوي
فيه الشافعي والحنفي انتهى

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے کتاب القضاء میں مطبع مصر
کے صفحہ ۳۰۲ میں وهذا كله اذا كان المفتيان
مجتهدين واختلفا في الحكم ومثله يقال في المقلدين
فيما لم يصرحوا في الكتب بترجيحه واعتماده او اختلفوا
في ترجيحه والا فالواجب الآن اتباع ما اتفقوا على
ترجيحه او كان ظاهر الرواية او قول الامام
او نحو ذلك من مقتضيات الترجيح التي
ذكرناها اول الكتاب انتهى

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے باب المرتد میں مطبع مصر کے
صفحہ ۴۶۳ میں قلت الذي يجب التعويل عليه ما نصه
اهل المذهب فان اتباعنا له واجب انتهى

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کے باب الوتر میں مطبع مصر کے
صفحہ ۴۴۹ میں ذکر العلامة نوح افندي ان
اعتبار رأي المقتدي في الجواز وعدمه متفق
عليه انما الخلاف المار في اعتبار رأي الامام
ايضا فالحنفي اذا رأى في ثوب الامام الشافعي

متبیًا لا یجوز اقتداؤہ بہ اتفاقاً انتہی

۲۸
کہا شامی اور طحطاوی نے شرح درمختار کے کتاب المقصود مین مطبع مصر کے صفحہ ۱۳۱ شامی مین اور اس صفحہ ۹۰ طحطاوی سے مین

قال فی البحر والعجب من المشائخ کیف یختارون خلاف ظاهر المذهب مع انه واجب الاتباع علی مقلدی ابی حنیفة انتهی واجاب الشامی عن المشائخ بانه لیس هو مخالفة بل هو تفسیر ظاهر الروایة وهو موافق للقرآن انتهی فلذلک تصریح بان مذهب الفقهاء ان اتباع المذهب واجب والا کیف اورد الاعتراض علیهم رضی الله تعالی عنهم

۲۹
کہا کتب اصول مین جیسا کہ عنقریب آوے گی بعینہ نقل اوسکی اور حاصل اوس کا یہ ہے قال الامام احمد ان تقلید الامام واجب انتهی فهذا امام من الائمة الاربعة فقد قال بوجوب التزام المذهب المعین

۳۰
کہا شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین کے صدر مین مطبوعہ کے اس صفحہ ۱۳ مین وبالجملہ انچہ حق تعالی یحیی بن یحیی را در اندلس از عظمت وجلال وقبول قول واطاعت امر بخشندہ ہیچکس از علماء اندلس نہ بخشندہ وذلک فضل الله یؤتیه من یشاء والله ذو الفضل

العظیم و ابن بشکوال گفته است که یحیی بن یحیی مستجاب الدعوت بود
و در وضع لباس و نشست و برخاست و هیئت ظاهری نیز تتبع حضرت
امام مالک مینمود و انچه از مالک شنیده بود بموجب آن فتوے میداد و هرگز
بخلاف مذهب امام مالک راضی نمی شد حالانکه در آن زمان تقلید یک
مذهب رایج نبود نه در عوام و نه در خواص الخ پس یحیی بن یحیی که شاگرد امام
مالک و از ائمه محدثین رجال موطا مشهور و معروف است او مقید
بمذهب امام مالک بود و بخلاف آن هرگز راضی نمیشد در آن زمان که آن زمان
خیر القرون است پس درین زمان فاسد تو بانسبما بطریق اولے
راضی نمیشد کفی ذلک الامام فی ذلک الباب حجة وقدوة

کہا علامہ شامی نے شرح مذکور کی بحث مناقب امام ابو حنیفہ میں
مطبع مصر کے صفحہ ۴۶ میں قال فی لولو الجیۃ قال ابو یوسف ما قلت
قولا خالفت فیه ابا حنیفة الا قولا قد کان قاله
و روی عن زفر انه قال ما خالفت ابا حنیفة فی شیء
الا قد قاله ثم رجع عنه و فی الحاوی القدسی و اذا اخذنا
بقول واحد منهم نعلم قطعا انه اخذ بقول ابی حنیفة
فانه روی عن جمیع اصحابه الکبار کابی یوسف
و محمد و زفر والحسن انهم قالوا ما قلنا فی مسئلة
قولا الا و هو روایتنا عن ابی حنیفة و
اقسموا علیه ایمانا غلاظا انتهی

کہا شیخ عبدالوہاب شعرانی نے میزان کبریٰ کے فصل ما ورد فی ذم الرای
میں مطبع مصر کے صفحہ ۴۴ میں ونقل کمال الدین ابن الهمام
عن اصحاب ابی حنیفة کابی یوسف ومحمد وزفر و
الحسن انهم کانوا یقولون ما قلنا فی مسئلة قولا الا
وهو روایتنا عن ابی حنیفة واقسموا علی ذلك
ایمانا مغلظة انتهی فهؤلاء الائمة الکبار
المجتهدون فی المذهب من خیر القرون لم یروا
الخروج عن مذهب صاحب المذهب والتزموا
مذهب امامهم مع انهم مجتهدون فی مذهبه فی
ذلك الزمان زمان خیر القرون فکیف یجوز عدم التزام
من هو دونهم فی ذلك الزمان الفاسد یوما فیوما لحکم
الاحادیث المرویة فکفی التزام هؤلاء الائمة
الکبار من خیر القرون بمذهب امامهم فی
ذلك الزمان دلیلا وحجة سندا وقدوة فی ذلك
الباب فی ذلك الزمان عند اهل الحق

کہا شامی نے جلد اول کے صفحہ ۴۶ میں وفیه من التوشیح ان ما
یرجع عنه المجتهد لا یجوز الاخذ به فاذا کان الامر کذلك
فیما قاله اصحابه مخالفین فیه لیس مذهبه فحینئذ
صارت اقوالهم مذاهبهم مع انا التزمنا تقلید

مذهبه دون مذهب غيره ولذا نقول مذهبنا
حنفي لا يوسفي ونحوه قلت قد يجاب بان الامام لما
امر اصحابه بان ياخذوا من اقواله مما يتجه لهم
منها عليه الدليل صار ما قالوه قولا له لابتنائه على
قواعده التي اسسها لهم فلم يكن مرجوعا عنه من كل
وجه فيكون من مذهبه ايضا انتهى فلذلك تصريح بان
مذهب العلماء الحنفية التزام المذهب الحنفي والمذهب
الحنفي عبارة عن مذهب صاحب المذهب واصحابه المجتهدين
في مذهبه قال الشامي في شرح الدر المختار في باب الحبس من
كتاب القضاء قوله قضى في مجتهد فيه بخلاف رايه
اي مذهبه بحر وابن كمال لا ينفذ مطلقا اي اصل المذهب
كالحنفي اذا حكم على مذهب الشافعي ونحوه او
بالعكس واما اذا حكم الحنفي بمذهب ابي يوسف
او محمد او نحوهما من اصحاب الامام فليس حكما بخلاف
رايه در اي لان اصحاب الامام ما قالوا بقول
الا وقد قال به كما اوضحت ذلك في شرح
منظومتي في رسم المفتي انتهى

کہا صاحب بحر الرائق نے رسائل زینیہ کے رسالہ رفع الغشاء عن وقتی
العصر والعشاء میں مطبع کلکتہ کے صفحہ ۱۸ میں وحیث ثبت ان قو

العصر اذا صار ظل كل شئ مثليه وانه مذهب
ابي حنيفة رحمه الله تعالى وصححه المشايخ واختاروا
فوجب على مقلدا ابي حنيفة رحمه الله تعالى العمل به
ولا يجوز له العمل بقول غيره انتهى

۳۵

کہا صاحب بحر الرائق نے رسالہ مذکورہ مین مطبع کلکتہ کے صفحہ
۴۶ مین قال الشيخ ابن الهمام في شرح الهداية فظهر
بهذا ان الصواب ما ذهب اليه ابو حنيفة وان العمل به
على مقلديه واجب والافتاء بغيره لا يجوز لهم انتهى

۳۶

کہا شاہ عبد العزیز دہلوی نے تفسیر عزیزی کی اس آیت فلا تجعلوا لله
اندادا کی تحت مین مطبع دہلی کی صفحہ ۸۱ و ۸۲ مین کہ اینکہ اطاعت آنہا بحکم
خدا فرض است شش گروہ اند از انجملہ پیغمبران اند و از انجملہ مجتہدان
شریعت و شیوخ طریقت اند کہ حکم ایشان بطریق واجب مخیر نیز لازم الاتباع
است بر عوام انتہی و تقلید واجب بمخیر برای افادہ ہمین مسئلہ کہ التزام مذہب معین
بعد از اختیار بر عوام واجب است چنانچہ گفت در بستان المحدثین مطبوعہ
کے صفحہ ۹ مین باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت میکند کہ وی مجتہد
منتسب بود و محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ در آن مختصر چیزہا اختیار
کردہ کہ مخالف مذہب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پس اینکلام شاہ صاحب
صریح است درین امر کہ التزام مذہب معین بر غیر مجتہد واجب است
و تصریح است باینمعنی کہ مراد از عوام ہر دو قول یا غیر مجتہدان پس حاصل کلام

شریعت اور شیوخ طریقت کا
کہ حکم انکا بطریق واجب
مخیر کے بہی لازم الاتباع ہے

شاہ صاحب این ست کہ التزام مذہب معین بر عوام
یعنے بر غیر مجتہدان واجب لازم است

کہا شیخ احمد استاد بادشاہ عالمگیر نے تفسیر احمدی مین مطبع
کلکتہ کے صفحہ ۳۲۵ مین اذا التزم مذهبا وجب عليه
ان يدوم على مذهب التزمه ولا ينتقل الى مذهب آخر انتهى

کہا بحر العلوم فی شرح تحریر الاصول مین وکذا الانتقال
للعامی من مذهب الى مذهب لا يجوز فى زماننا لظهور الخيانة انتهى

کہا عبد الکریم فی ملل و نحل مین ۱۶۱ ان علماء الفريقين
لم يجوزوا ان ياخذ العامى الحنفى الا بمذهب ابى حنيفة
والعامى الشفعوى الا بمذهب الشافعى انتهى

کہا شاہ ولی اللہ صاحب نی اپنی کتاب انصاف مین تمذہب سبب وجوب تقلید
مذہب معین کے وبالجملة فالتمذهب للمجتهدين سر الهمه الله
تعالى العلماء وجمعهم عليه من حيث يشعرون او لا يشعرون انتهى

کہا علامہ قہستانی نے جامع الرموز کے کتاب القضاء مین مطبع دہلی کے
صفحہ ۲۱۱ مین قال ابو بکر الرازی لو قضى بخلاف مذهبه مع
العلم لم يجز فى قولهم جميعا انتهى وقال فى الحمادية فى
كتاب القضاء ومن الحاوى ولو قضى بخلاف مذهبه مع
العلم لا يجوز قضاؤه فى قولهم انتهى فذلك محمول على
القاضى المقلد لانه روى عن ابى حنيفة روايتان

فی قضاء القاضی المجتہد بخلاف مذہبہ لکان معنی
روایۃ الحاوی والرازی ہو معنی روایۃ الشرنبلالی الاتی

کہا در مختار میں کتاب القضاء کے باب الحبس میں مطبع دہلی
کے صفحہ ۱۰۵ میں وفی شرح الوہبانیۃ للشرنبلالی
قضی من لیس بمجتہد کحنیفۃ زماننا بخلاف مذہبہ
عمدا لا ینفذ اتفاقا انتہی فما ہو مذکور فی الکتب
من ان حکم القاضی لا ینقض ما لم یخالف لقاطع
من الکتاب والسنۃ والاجماع فہو مختص بالقاضی المجتہد
کما ہو مصرح فی الکتب الاصولیۃ والفروعیۃ"

کہا در مختار کی کتاب القضاء میں مطبع دہلی کے صفحہ ۳۹۴
میں ویاخذ القاضی کالمفتی بقول ابی حنیفۃ علی
الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم
بقول زفر والحسن وہو الاصح وصحح فی الحاوی اعتبار
قوۃ المدرک والاول اضبط ولا یخیر الا اذا
کان مجتہدا بل المقلد متی خالف معتمد مذہبہ
لا ینفذ حکمہ وینقض وہو المختار للفتوی
کما بسطہ المصنف رحمہ اللہ تعالی فی فتاواہ وغیرہ انتہی

کہا علامہ شامی نے شرح الدر المختار میں جلد رابع کے
صفحہ ۳۰۰ میں قولہ فی الحاوی ای الحاوی القدسی

قوله والاول اضبط لان ما فی الحاوی خاص لمن له
الاطلاع علی الکتاب والسنة وصار ملکة
النظر فی الادلة واستنباط الاحکام منها و
ذلک هو المجتهد المطلق او المقید بخلاف الاول
فانه یمکن لمن هو دون ذلک قوله ولا یخیر
الا اذا کان مجتهدا ای لا یجوز له مخالفة الترتیب
المذکور الا اذا کان له ملکة یقتدر بها علی
الاطلاع علی قوة المدرک وبهذا رجع القول الاول
الی ما فی الحاوی القدسی من ان العبرة فی المفتی
المجتهد لقوة المدرک انتهی

۳۶

کہا علامہ طحطاوی نے شرح در المختار میں جلد
ثالث کے صفحہ ۶۷ میں قوله والاول اضبط
لاطراده فی الخاص والعام وهو من لا یدرک
قوة المدرک علی انه قد یظهر له قوة بحسب ادراکه
ویکون الواقع بخلافه او بحسب دلیل ویکون
لصاحب المذهب دلیل آخر لم یطلع علیه ثم
هذا اذا کان الامام فی جانب وصاحباه
فی جانب قال فی البحر وصحح فی الحاوی القدسی ان
الامام اذا کان فی جانب وصاحباه فی جانب

ما لاعتبار لقوة المدرك فان قلت كيف جاز

للمشايخ الاختيار بغير قول الامام مع انهم مقلدون

له قلت قد اشكل على ذلك مدة طويلة ولم ار عنه

جوابا الا ما فهمته الان من كلامهم وهو انهم

نقلوا عن اصحابنا انه لا يحل لاحد ان يفتي بقولنا

حتى يعلم انه من اين قلنا فاقول ان هذا الشرط كان

في زمانهم اما في زماننا فيحل الافتاء بقول الامام

بل يجب وان لم نعلم من اين قال فعلى هذا فما صححه في

الحاوي القدسي مبني على هذا الشرط قوله اعلم ان كل

موضع قالوا الرأي فيه للقاضي فالمراد قاض له

ملكة الاجتهاد لان المقلد يتعين عليه

اتباع معتمد المذهب انتهى

کہا در المختار مین کتاب القضاء کے فصل الحبس مین

مطبع دہلی کے صفحہ ۱۰۵ مین قضى في مجتهد فيه

بخلاف رأيه اى مذهبه مجمع وابن كمال

لا ينفذ مطلقا ناسيا او عامدا عندهما و

الائمة الثلثة وبه يفتى مجمع ووقايه وملتقى انتهى

کہا علامہ شامی نے اور طحطاوی نے شرح مذکور کی کتاب

القضاء مین شامی کی جلد رابع کے صفحہ ۳۴۳ مین

اور طحطاوی کی جلد ثالث کے اس صفحہ ۱۹۹ میں

قال فی الفتح لو قضی فی المجتهد فیه ناسیا لمذهبه مخالفا لرایه نفذ عند ابی حنیفة روایة واحدة وان کان عامدا ففیه روایتان وعندهما لا ینفذ فی الوجهین والفتوی علی قولهما وذکر فی الفتاوی الصغری ان الفتوی علی قوله فقد اختلف الفتوی والوجه فی ذلک الزمان ان یفتی بقولهما لان التارک لمذهبه عمدا لا یفعله الا لهوی باطل لا لقصد جمیل واما الناسی فلان المقلد ما قلده الا لیحکم بمذهبه لا بمذهب غیره هذا کله فی القاضی المجتهد فاما المقلد فانما ولاه لیحکم بمذهب ابی حنیفة فلا یملک المخالفة فیکون معزولا بالنسبة الی ذلک الحکم انتهی وقال الشرنبلالی عن البرهان هذا صریح الحق الذی یعض علیه بالنواجد انتهی کلام الطحطاوی

کہا علامہ طحطاوی نے شرح مذکور کی کتاب المفقود کے صفحہ ۵۰۴ میں ولو قضی به الحنفی لا ینفذ لان امامه لا یراه وقال فی شرح الملتقی

مذہب اپنے امام کے سے تمام ہوئی کلام شامی کے یعنے سلطان یا تو مقید کری گا قضا مقلد کو ساتھہ حکم کے موافق صحیح ۱۲

ان القاضی المقلد متی خالف معتمد مذهبه لا
ینفذ حکمه فی زماننا وینقض وهو
المختار للفتوی انتهی

کما در المختار کے کتاب القضاء کی فصل الحبس میں
مطبع دہلی کے صفحہ ۱۰۵ میں اور مطبع میرٹھ کے
صفحہ ۱۳۴ میں ہے وفی شرح الوهبانیة للشرنبلالی و
لو قضی من لیس مجتهدا کحنفیة زماننا
بخلاف مذهبه عامدا لا ینفذ اتفاقا وکذا
ناسیا عندهما ولو قیده السلطان بصحیح مذهبه
کزماننا تقید بلا خلاف لکونه
معزولا عنه انتهی کلام صاحب الدر

کما علامہ شامی نے شرح در المختار کی جلد
رابع کے صفحہ ۳۳ میں قوله لکونه معزولا
عنه قال الشرنبلالی فی شرح الوهبانیة محل الخلاف
فیما اذا لم یقید علیه السلطان القضاء
بصحیح مذهبه والا فلا خلاف فی عدم
صحة حکمه بخلافه لکونه معزولا
انتهی یعنی ان السلطان اما قید اولم
یقید فاذا قید قضاء المقلد بصحیح

المذهب فلا ينفذ حكمه بخلافه بالاتفاق واذا لم يقيد
قضاءه به فاذا قضى بخلافه عامدا فلا ينفذ
ايضا بالاتفاق واذا قضى بخلافه ناسيا فلا ينفذ عند الصاحبين
وهو المختار فى ذلك الزمان قال فى الدر المختار بل المقلد متى
خالف معتمد مذهبه لا ينفذ حكمه وينقض وهو المختار
للفتوى كما بسطه المصنف وغيره انتهى وقال الطحطاوي في
لو قضى به الحنفي لا ينفذ لان امامه لا يراه وقال فى شرح
الملتقى ان القاضى المقلد متى خالف معتمد مذهبه لا ينفذ حكمه وينقض
وهو المختار للفتوى انتهى فحصل مما ذكرنا ان المقلد اذا حكم بخلاف
مذهب امامه عامدا فلا ينفذ بالاتفاق سواء قيده
السلطان او لم يقيد واذا حكم بخلاف مذهب
امامه ناسيا فاذا قيده السلطان فلا ينفذ
ايضا بالاتفاق واذا لم يقيد فلا ينفذ عند
الصاحبين وعليه الائمة الثلثة وهو المختار للفتوى
وبه يفتى كما مر فقد ثبت بما ذكر من الصدر
الى هذا السطر ان مذهب العلماء والفقهاء ان
تقليد المذهب المعين من المذاهب الاربعة على المقلد
واجب وان المقلد اذا قضى او افتى وجب عليه التزام معتمد
المذهب المدون فى كتب المذهب فان خالفه لا ينفذ بالاتفاق

خاتمہ جواب عمدہ تمسکات مصنف معیار مین

تمسکات اول یہہ ہی کہ مذکور ہے فتاوی عالمگیری مین وفی نوادر داؤد بن رشید
عن محمد فی رجل لبس بفقیہ ابتلی بنازلۃ فی المس الا
سأل عنہا فقیہا فافتاہ بامر من تحریم او تحلیل فعزم
علیہ وامضاہ ثم افتاہ ذلک الفقیہ بعینہ او
غیرہ من الفقہاء فی امرأۃ اخری فی عین تلک الحادثۃ
بخلاف ذلک فاخذبہ وعزم علیہ وسعہ الامران
جمیعا ولوکان ہذا الرجل سأل بعض الفقہاء عن
نازلۃ فافتاہ بحلال وحرام فلم یعزم علی ذلک فی زوجتہ
وترک فتوی الاول وسعہ ذلک ولوکان امضی قول الاول
فی زوجتہ وعزم فیما بینہ وبین امرأتہ ثم افتاہ فقیہ
آخر بخلاف ذلک لا یسعہ ان یدع ما یعزم علیہ ویاخذ
بفتوی الاخر قال محمد ہذا کلہ قول ابی حنیفۃ
وابی یوسف وقولنا انتہی جواب اوسکا دو وجہ سے ہے
وجہ اول یہہ ہے کہ یہہ روایت نوادر بن رشید کی ہے اور کہا
طحطاوی نے شرح در مختار مین بحث رسم مفتی مین قولہ ما اتفق

علیہ اصحابنا فی الروایۃ الظاہرۃ عنہم قیدیہ لان وجود روایات اخر مرجوع عنہا او غیر مشہور لا تعتبر انتہی

اور وجہ ثانی یہہ ہے کہ یہہ روایت نوادر داؤد بن رشید کی دلالت کرتی ہے اسپر کہ تقلید مذہب معین کی فرض نہیں ہے نہ اس پر کہ تقلید مذہب معین کی واجب نہیں پس اس روایت کی نہ دلالت کی اس پر کہ التزام مذہب واجب ہے یا عدم التزام واجب پس اسکی لئے کوئی دلیل اور چاہیے کیونکہ یہہ روایت نوادر کی صرف اسپر دلالت کرتی ہے کہ تقلید مذہب معین کی فرض نہیں جیسا کہ وہ قول ہمارا ہے پس یہہ روایت نوادر کی حجت ہم لوگونکی ہوئی نہ مخالف کی

مسلک ثانی یہہ ہے کہ اہل اصول اپنی کتب اصول میں بیان کرتی ہیں لا یرجع المقلد عما عمل بہ اتفاقا وہل یقلد غیرہ فی غیرہ المختار الجواز لما علم من استفتائہم مرۃ واحدا واخر غیرہ بلا نکیر انتہی جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ غیر متنازع فیہ ہے نہ ملتزم میں اور یہی جواب اسکا بعینہ جواب روایت نوادر داؤد کا ہے بلا تفاوت پس یہہ سند بھی ہماری ہوئی نہ مخالف کی کما یخفی

مسلک ثالث یہہ ہے کہ کتب اصول میں مذکور ہے لو التزم احد مذہبا معینا کمذہب ابی حنیفۃ وغیرہ فہل یلزمہ الاستمرار علیہ فقیل نعم وقیل لا اذ لا واجب الا ما اوجبہ

الله تعالی ولم یوجب علی احد ان یتمذهب مذهب احد
من الائمة وقیل هو کمن لم یلتزم انتهی جواب اسکا یہہ ہے کہ یہہ
اختلاف اوس وجوب اور لزوم میں ہے کہ بمعنی فرض کے ہے نہ وجوب
اصطلاحی میں کما صرح بہ بحر العلوم عبد العلی فی شرح مسلم
الثبوت ولو التزم احد مذهبا معینا ای عهد نفسه
انه علی هذا المذهب کمذهب ابی حنیفة او غیره فهل
یلزمه الاستمرار علیه فقیل نعم یجب الاستمرار علیه و
یحرم الانتقال من مذهب الی مذهب وقیل لا یجب
الاستمرار ویصح الانتقال وهذا هو الحق انتهی پس قول بحر العلوم کا
فقیل نعم یجب الاستمرار ویحرم الانتقال تصریح ہے
اس امر کی کہ وجوب یہاں بمعنی فرض ہے نہ بمعنی وجوب اصطلاحی
کیونکہ حرمت ضد فرض کی ہے نہ ضد وجوب اصطلاحی کی اور بھی
ہم کہتے ہیں کہ وجوب یہاں بمعنی فرض کے ہے کیونکہ یہہ بحث کتب
الاصول حنفیہ اور مالکیہ اور شافعیہ میں مشترک طور موجود ہے اور
وجوب نزدیک مالکیہ اور شافعیہ کے بمعنی فرض کے ہے اور حنفی
اپنی کتب اصول میں وجوب کو بمعنی فرض کے بول چال کرتے
ہیں جیسا کہ کہتے ہیں الامر للوجوب والخاص واجب
العمل بلکہ کتب فروع میں بھی جیسا کہ الزکوة واجبة وهی لا
تجب الا فی نصاب حولی فاصل الخ والجمعة واجبة و

شرط لوجوبها الاقامة الخ والحج يجب على كل حر مسلم
الخ وغير ذلك مما لا يحصى قال صاحب الكشف في شرح
اصول البزدوي في ا فقال النبي صلعم والقاضي وسائر
الاصوليين قسموها على ثلثة اقسام واجب ومستحب ومباح
واراد بالواجب الفرض انتهى پس وجوب اس جا جبکہ بمعنے
فرض لیا جاوی تو معنی مستقیم نہوں گی کیونکہ مالکیہ اور شافعیہ
قائل اس وجوب اصطلاحی کے نہیں ہیں اور معنی فرض کے استعمال
ہیں سب متفق ہیں پس ثابت ہوا کہ وجوب یہاں بمعنے فرض ہے
نہ وجوب اصطلاحی پس اختلاف اہل اصول کا فرضیت اور عدم فرضیت
ہیں ہوا نہ وجوب اصطلاحی ہیں بلکہ وہ متفق علیہ ہے جیسا کہ روایات
سابقہ میں گذرا پس یہہ مسئلہ اصولیہ حجت ہماری ہوئی نہ مخالف کے
جیسا کہ نہیں پوشیدہ اہل علم پر پس جبکہ ثابت ہوا کہ وجوب یہاں بمعنے
فرض ہے نہ بمعنی وجوب اصطلاحی تو اب جواب دینے اون مسائل
کے کہ وہ متفرع اور مبنی ہیں اس مسئلہ اصولیہ پر کچھ حاجت
نرہی کیونکہ وہ مبنی ہیں اوپر اس مسئلہ اصولیہ کے پس بناؤنکی اگر موافق
ہے مسئلہ اصولیہ کے تو ہماری موافق ہوئی اور بناؤنکی اگر مخالف ہے
تو مخالف اصول کے ہوئی اور خود بخود رد ہوئی کیونکہ تفریع اور بنا بھی
اس مسئلہ اصولیہ پر سواد اسکی مخالف ہوئی حاصل کلام کا یہہ ہے کہ
اگر تفریع جواز انتقال اور عدم لزوم کے مقابل وجوب اصطلاحی کے ہے توجیہہ

تفریع غلط ہوئی کیونکہ وہ مخالف ہے مبنی علیہ اور متفرع علیہ کو
اور اگر ہو تفریع جواز انتقال اور عدم لزوم کا مقابل فرضیت کے
تو یہہ تفریع صحیح ہوئی اور مخالف وجوب التزام مذہب کو نہوئی لہذا
طحطاوی نے صدر شرح درمختار مین خوب بحث کی جواز انتقال
اور عدم لزوم مین پھر آگے جاکر باب مرتدین مین کہا کہ اتباع مذہب کا
ہمپر واجب ہے حیث قال قلت الذی یجب التعویل علیہ ما نصہ
اهل المذهب فان اتباعنا للمذهب واجب انتهی

تمسک رابع یہہ ہے کہ مذکور ہے عقد جید مین نقل الشیخ عبد الوهاب
الشعرانی عن جماعة عظیمة من علماء المذاهب انهم کانوا
یعملون ویفتون بالمذاهب من غیر التزام مذهب معین
من زمن الصحابة الی زمانه علی وجه یقتضی کلامه ان
ذلک امر لم یزل العلماء علیه قدیما وحدیثا صار متفقا
علیه فصار سبیل المؤمنین الذی لا یصلح خلافه
انتهی اقول هذا مخالف لما صرح به الشعرانی حیث
قال فی المیزان الصغری ومثله فی المیزان الکبری اما من
لم یصل الی شهود عین الشریعة الاولی وجب علیه التقلید
لمذهب واحد کما مر تقریره خوفا من الوقوع فی الضلال و
علیه عمل الناس الیوم انتهی اور یہی عبد الوہاب شعرانی نے جواب اسکا
دیا اپنی میزان کبری مین حیث قال فان قال قائل کیف صح من

من هولاء العلماء ان يفتوا الناس بكل مذهب مع كونهم
مقلدين ومن شأن المقلد ان لا يخرج عن قول امامه
فالجواب يحتمل ان يكون احدهم بلغ مقام الاجتهاد
المطلق المنتسب الذى لم يخرج صاحبه عن قواعد امامه
كابي يوسف ومحمد بن الحسن واشهب والمزني وابن المنذر
وابن شريح فهولاء كلهم وان افتوا الناس بما لم يصرح
به امامهم فلم يخرجوا عن قواعده وقد نقل الجلال السيوطي
ان الاجتهاد المطلق على قسمين مطلق غير منتسب كما عليه
الائمة الاربعة و مطلق منتسب كما عليه اكابر اصحابهم
الذين ذكرناهم وقال ولم يدع الاجتهاد المطلق
غير المنتسب بعد الائمة الاربعة الا الامام محمد
بن جرير الطبري ولم يسلم له ذلك انتهى ويحتمل ان هولاء
العلماء الذين كانوا يفتون الناس على المذاهب الاربعة
اطلعهم الله تعالى على عين الشريعة الاولى انتهى كلام الشعراني

تمسک حاسد کا یہ ہے کہ مذکور ہے کتب میں کہ مروی ہے ائمہ اربعہ سے
اذا صح الحديث فهو مذهبي اتركوا قولي بقول رسول صلعم
انتہی جواب اس کا یہ ہے کہ خطاب ہے اپنے اصحاب مجتہدین فی
المذہب کو واسطے اسی حدیث کے قرار دیا گیا ہے کہ مذہب عبارت ہے
مذہب اور مذہب مجتہدین فی المذہب سے قال الشامی فی شرح الدر

المختار وقيل يحث رسم المفتى فقد صح عنه انه قال اذا صح
الحديث فهو مذهبى وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن ابى حنيفة
وغيره من الائمة ونقله الامام الشعرانى عن الائمة الاربعة
ولا يخفى ان ذلك لمن كان اهلا للنظر فى النصوص انتهى
والمراد من اهل النظر اهل الاجتهاد قال فى الدر المختار
فى كتاب القضاء يأخذ القاضى كالمفتى بقول ابى حنيفة على
الاطلاق ثم بقول ابى يوسف ثم بقول محمد ثم بقول
زفر وحسن وصح فى الحاوى قوة المدرك والاول اضبط
انتهى قال الشامى قوله والاول اضبط لان ما
فى الحاوى خاص فيمن له اطلاع على الكتاب والسنة
وصار له ملكة النظر فى الادلة واستنباط الاحكام
منها وذلك هو المجتهد المطلق او المقيد انتهى وقال الشيخ
عبد الوهاب الشعرانى فى الميزان الكبرى والصغرى
وبلغنا ان شخصا استشاره رضى الله عنه فى تقليد
احد من علماء عصره فقال له لا تقلدنى ولا مالكا ولا
الاوزاعى ولا النخعى ولا غيرهم وخذ الاحكام من حيث
اخذوا قلنا هو محمول على من له قدرة على استنباط
الاحكام من الكتاب والسنة والا فقد صرح العلماء
بان التقليد واجب على كل ضعيف وقاصر انتهى وقال

النووی فی شرح مسلم فی کتاب الاقضیة اجمع
المسلمون علی ان ذلک فی حاکم عالم اهل للحکم فان
اصاب فله اجران اجر باجتهاده واجر باصابته قالوا فان
لیس باهل للحکم فلا یحل له الحکم فان حکم فلا
اجر له بل هو اثم عاص فی جمیع احکامه وان وافق
الصواب ولا یعذر فی شئ انتهی وقال الطحطاوی و
الشامی فی شرح الدر المختار قبیل کتاب الطهارة
عن ابن کمال باشا ان الفقهاء سبع طبقات الاولی
طبقة المجتهدین فی الشرع کالائمة الاربعة ومن
سلک مسلکهم فی تاسیس قواعد الاصول
وبه یمتازون عن غیرهم الثانیة طبقة المجتهدین
فی المذهب کابی یوسف ومحمد بن الحسن وسائر
اصحاب ابی حنیفة القادرین علی استخراج الاحکام
وان خالفوه فی بعض احکام الفروع لکن یقلدونه
فی قواعد الاصول وبه یمتازون عن المعارضین
فی المذهب کالشافعی وغیره المخالفین له
فی الاحکام غیر مقلدین له فی الاصول
الثالثة طبقة المجتهدین فی المسائل التی لا نص فیها
عن صاحب المذهب کالخصاف وابی جعفر الطحاوی

وابى الحسن الكرخى وشمس الائمة الحلوانى وشمس الائمة
السرخسى وفخر الاسلام البزدوى وفخر الدين قاضيخان و
امثالهم فانهم لا يقدرون على شئ من المخالفة لا فى الاصول
ولا فى الفروع لكنهم يستنبطون الاحكام فى
المسائل التى لا نص فيها على حسب الاصول والقواعد
الرابعة طبقة اصحاب التخريج من المقلدين كالرازى
واضرابه فانهم لا يقدرون على الاجتهاد اصلا
لكنهم لاحاطتهم بالاصول وضبطهم بالمآخذ
يقدرون على تفصيل قول مجمل ذى وجهين وحكم
مبهم محتمل لامرين منقول عن صاحب المذهب او
احد من اصحابه برأيهم ونظرهم فى الاصول والمقايسة
على امثاله ونظائره من الفروع وما فى الهداية من قوله
كذا فى تخريج الكرخى وتخريج الرازى من هذا القبيل
الخامسة طبقة اصحاب الترجيح من المقلدين كابى الحسن
القدورى وصاحب الهداية وامثالهما وشانهم تفضيل
بعض الروايات على بعض كقولهم هذا اولى وهذا
اصح رواية وهذا ارفق للناس السادسة طبقة المقلدين
القادرين على التمييز بين الاقوى والقوى والضعيف و
الظاهر المذهب والرواية النادرة كاصحاب المتون

المعتبرة من المتاخرين مثل صاحب الكنز وصاحب المختار
وصاحب الوقاية وصاحب المجمع وشانهم ان لا ينقلوا
الاقوال المردودة والروايات الضعيفة السابعة طبقة
المقلدين الذين لا يقدرون على ما ذكر ولا يفرقون بين
الغث والسمين انتهى قال الطحطاوی والسابعة مقلدون
لا يقدرون على شئ والسادس كذلك من المقلدين
قوله اما نحن فعلينا اتباع ما رجحوه هذا عين المرتبة
السابعة انتهى وقال الشامی قوله اما نحن يعنی اهل الطبقة
السابعة قوله كما لو افتوا فی حياتهم ای كما نتبعهم لو
كانوا احياء وافتونا بذلك فانه لا يسعنا مخالفتهم انتهى

مسئلہ سادس یہہ ہے کہ کتاب انصاف شاہ ولی اللہ وغیرہ میں
مذکور ہے کہ فتاوی بزازیہ میں روی عن ابی یوسف انہ صلی یوم
الجمعة بالناس مغتسلا من الحمام وتفرقوا ثم اخبر بفارة
میتة فی بئر الحمام فقال ناخذ بقول اخواننا من اهل المدينة
اذا بلغ الماء قلتين لم يحمل خبثا انتهى جواب اسکا یہہ ہے
کہ یہہ حکایت دال ہے اسپر کہ اگر عمل کیا کسی نے موافق اپنی مذہب کے اور
بعد عمل کے ظاہر ہو خلاف مذہب کے اور مسئلہ مجتہد فیہ ہو تو اس
صورت میں نزدیک امام ابو یوسف کے جائز ہے پس قیاس کرنا
عامی کا خطا پر اور غیر مجتہد فیہ کا مجتہد فیہ پر قیاس مع الفارق

اور مردود بالاتفاق ہے مع ان تلک الحکایۃ غیر مسلمۃ لان المجتہد ماموربالعمل بحسب ظنہ بالاجماع قال الشامی فی شرح الدر المختار فی بحث رسم المفتی لان المجتہد مامور بالعمل بمقتضی ظنہ اجماعا وھذا خلاف مقتضی ظنہ انتہی وقال فی المسلم والعضد وجب علیہ العمل بظنہ ولا یجوز لہ التقلید مع اجتہادہ بالاجماع انتہی ویدل علی ان تلک الحکایۃ غلط ما قال ابن تیمیہ کیف کانت ھذہ سنۃ رسول اللہ مع عموم البلوی بہا ولا ینقلہا احد من اصحابہ الا روایۃ مضطربۃ عن ابن عمر ولم یعمل بہا احد من اہل المدینۃ ولا اہل البصرۃ ولا اہل الشام ولا اہل الکوفۃ انتہی ذکرہ فی بحر الرائق

تمسک سابع یہ ہے کہ مذکور ہے بعض کتب میں قال القرافی اجمع الصحابۃ علی ان من استفتی ابابکر وعمر فلہ ان یستفتی اباھریرۃ ومعاذ بن جبل وغیرھما ویعمل بقولہم من غیر نکیر انتہی جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قیاس مع الفارق ہے جیساکہ بیان کیا میں اسکو دار الحق میں اسلئے اسپر جرح کے مع انہ قال ملا علی القاری فی الرسالۃ المؤلفۃ فی جواب الرسالۃ المنسوبۃ الی امام الحرمین فی قصۃ القفال بل یجب علیہ حسما ان یعین من مذھبا من ھذہ المذاھب اما مذھب الشافعی فی جمیع الفروع واما مذھب غیرہ ولیس لہ ان ینتقل من مذھب الشافعی فی بعض ما یھواہ ومن مذھب غیرہ فی الباقی مما یرضاہ لانا لو جوزنا ذلک لادی الی الخبط والخروج عن الضبط حاصلہ یرجع الی نفی التکلیف لان مذھب الشافعی

بالمشابہۃ المذکورۃ ان اتحاد والصفات یستلزم اتحاد المخارج بالمشابہۃ المذکورۃ الصفات المذکورۃ فی المشابہۃ کالجیم والدال المھملۃ فان صفاتہما من الجہر والشدۃ والانفتاح والاستفال والاصمات والقلقلۃ ... وکذلک الکاف والتاء المثناۃ ... فان صفاتہما من الھمس والشدۃ والانفتاح والاستفال والاصمات مع ان ... والسکون متحدا بالصفۃ ... المذکورۃ وکذلک الحاء المھملۃ والثاء المثلثۃ فان صفاتہما من الھمس والرخوۃ والانفتاح والانخفاض والاصمات والسکون متحدۃ مع ان صوتھما غیر متحد بالکیفیۃ المذکورۃ ولانہ قال الامام القراء الامام الجزری فی النشر لکل حرف شارک غیرہ فی مخرج فانہ لا یمتاز عن مشارکۃ الا بالصفات وکل حرف شارک غیرہ فی صفاتہ فانہ لا یمتاز عنہ الا بالمخرج انتہی فلما کان منہا الضاد مخرجہ ومخرج الظاء علیحدۃ وکان صفاتہا متحدۃ کان غیر ...

مثلا اذا اقتضى تحريم شئ ومذهب غيره اباحة ذلك الشئ

اوبالعكس فهو ان شاء مال الى الحلال وان شاء مال الى الحرام فلا

يتحقق الحل والحرمة حينئذ وفى ذلك اعدام التكليف وابطال

فائدته واستيصال قاعدته وذلك باطل فان قيل اليس فى

عهد الصحابة كان الواحد من الناس مخيرا بين ان ياخذ فى بعض

الوقائع بمذهب الصديق الاكبر وفى بعض اخر بمذهب الفاروق

قلنا انما كان كذلك لان اصول الصحابة لم تكن كافة لعامة الوقائع

ولا شاملة لكافة المسائل لانهم لم يتفرغوا الى تفريع التفاريع

وتمهيد الاصول والتفاصيل فلاجل الضرورة يحل للمقلد

اتباع الصديق الاكبر فى بعض الوقائع واتباع الفاروق

فى بعض اخر واما فى زماننا فمذاهب الائمة الاربعة كافية

بمعرفة الكل فلا ضرورة الى اتباع امامين انتهى مع ان ذلك

الاجماع غير مسلم لانه قد اجمع العلماء على ان المفتى هو المجتهد

قال الطحطاوى والشامى فى شرح الدر المختار قال الشيخ ابن

الهمام فى فتح القدير وقد استقر راى الاصوليين على ان

المفتى هو المجتهد فاما غير المجتهد ممن حفظ اقوال المجتهد فليس

بمفت فالواجب عليه اذا سئل ان يذكر قول المجتهد كالامام

على وجه الحكاية انتهى وقال الشيخ ابن الهمام فى واخر

تحريره الاصول الاتفاق على حل الاستفتاء ممن عرف انه

بذلك ان القول بالحرمة تحقيقة فقد ثبت من الطاء وكما قطعية مبنى الصف والاستطالات حيث قال وصحح الغراءة المنظومة بيخ بوق معدمة بالحرمة كما صرح احدهما عن الامام

المذكور قول بالحرمة اصل له والمراد قول باطل لا الوجه الثانى والجواب عن الفقهاء فالوا ان الفصل بين الحرفين ان امكن بلا كلفة فسدت الصلوة وان لم يمكن الا بالمشقة ففيه اختلاف ان الفصل بالمشقة لا يستلزم

42

اتحاد الصوت بالمتاخرة المذكورة من ان يحلب صوتها بانه اب صوت الثانى كما دل الطاء الثانى كما صرح به الشامى عليها ما فى شرح الدر المختار وحيث فى بحث زلة القارى قال وعلى هذا علما فى ابدال الثاسية والقاف هيهنا كما الفساد

هو لغلط عوام زماننا فانهم ومن يتمنون بيهما وبعد عليه ان هذا الاينا انتهى نص التمنيا على ان بين الهمنا والغاف

من اهل الاجتهاد والعدالة وعلى امتناعه ان ظن احدهما
انتهى وابوهريرة رض ليس من اهل الاجتهاد كما في الاصول

تمسک ثامن یہہ بھی مذکور ہے بعض کتب مین قال القرافی انعقد الاجماع على
ان من اسلم فله ان يقلد من شاء من العلماء من غير حجر انتهى جواب اسکا یہہ ہے
کہ یہہ اجماع اسپر بھی دلالت کرتا کہ کوئی شخص مسلمان ہو تو وہ شخص تقلید کرے کسی
آئمہ مذاہب کے کرے یعنی خواہ امام ابوحنیفہ کی یا امام مالک کی یا امام شافعی کی یا امام احمد بن حنبل کی
یعنی اسپر جبر نہیں کہ مالکی ہو یا شافعی ہو یا حنفی ہو یا حنبلی ہو بلکہ اسکو اختیار ہے جسکی چاہے
اسکی کرے تقلید نہ اور ان پر درمیان مذاہب کے مع ان ذلك الاجماع ايضا غير مسلم
لانه قال في تحرير الاصول و مسلم الثبوت يجوز تقليد المفضول مع وجود
الافضل و احمد و طائفة كثيرة من الفقهاء على المنع انتهى لیکن
پوشیدہ نہ رہے کہ یہہ جواز مقابلہ منع کی ہے نہ منافی وجوب تقلید اعلم وافضل کو
نہو او اسنطی حدیث مذکور کے پس اعتراض شامی اور ابن حجر نسفی پر نہ وارد ہوا

تمسک تاسع یہہ ہے کہ مذکور ہے تحبیر شرح تحریر مین ان القرون الماضية من العلماء اجمعوا
على انه لا يحل لحاكم ولا مفت تقليد رجل واحد بحيث لا يحكم ولا
يفتي في شيء من الاحكام الا بقوله انتهى جواب اسکا یہہ ہے کہ تقلید یا مذہب کے مذاہب
اربعہ سے بھی نہیں ہے تقلید شخصی کیونکہ وہ تقلید جماعت کی ہے مسائل مختلف فیہا میں اور
تقلید اجماع کی مسائل مجمع علیہا مین جیسا کہ بدار الحق مین بیان کیا گیا ہے کہ کہا شاہ
ولی الله دہلوی نے اپنی کتاب انصاف مین وكان ابوحنيفة رح الزمهم بمذهب
ابراهيم واقرانه الا في مواضع يسيرة وهو في تلك اليسيرة ايضا

۴۳

لا يخرج عما ذهب اليه فقهاء كوفة انتهى والكوفة قبة الاسلام
ودار هجرة المسلمين كما في القاموس ودار العلم ومحل الفضلاء
كما في النووي اور يہي كہتے ہين ہم كہ ہر مذہب ائمہ اربعہ سے عبارت ہي اقوال
صاحب مذہب اور مجتہدين في المذہب سے پس تقليد مذہب كا حاصل ان مذاہب اربعہ سے تقليد
شخصي نبوي مع ان ذلك الاجماع غير مسلم لان الامام احمد
بن حنبل وطائفة كثيرة من الفقهاء على وجوب تقليد الافضل
ومنع تقليد المفضول وايضا ثبت ان اصحاب ابي حنيفة ومالك ما
قالوا الا بقوله قال شاه عبد العزيز الدهلوي في صد بستان
المحدثين قال ابن بشكوال ان يحيى بن يحيى كان مستجاب الدعوات وفي
متبعا الامام مالك في هيئته الظاهرة من الجلوس والقيام واللباس
وكان يفتي بما سمع من الامام مالك ولا يرضى بخلافه اصلا انتهى فلذا
يحيى بن يحيى الذي هو مصنف موطأ الامام مالك المشهور بين المشرق و
المغرب المروي عنه في الصحاح الستة وقال اصحاب الامام ابي حنيفة
الكبار ابو يوسف ومحمد بن الحسن وزفر بن الهذيل والحسن بن زياد
ما قلنا في مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن الامام ابي حنيفة انتهى
فهذا حال اصحاب الامامين الهمامين ابي حنيفة ومالك الكبار
فما حال من دونهم وايضا يدل على بطلان ذلك الاجماع التقليد
المذكور في كتب الاصول كمختصر الاصول لابن الحاجب وتحرير
الاصول لابن الهمام والعضدي شرح مختصر الاصول للقاضي

والظاء الذال و الجواب عن الوجه الرابع بعض صوت الذال صوته بالتراب المستحجنة فا تجزى ان الضاد الضعيفة ثبت بالكرد ذلك متعين لما وجود الكون و لامتناع على النبي للموضوعة

الامام الرازي قال في التفسير الكبير ان اشتباه الضاد بالظاء لا يبطل الصلوة دل عليه ان المشابهة بينهما حاصلة جدا والتميز عسير فوجب ان يسقط التكليف بالفرق وبيان المشابهة

٤٢

بالجهورة الاول انهما من حروف المجهورة والثاني انهما من حروف الرخوة والثالث انهما من حروف المطبقة والرابع ان الظاء وان كان مخرجه من بين طرف اللسان وطرف الثنايا العليا ومخرج الضاد من اول حافة اللسان وما يليه من الاضراس الا انه حصل في الضاد انبساط لاجل رخاوتها وبهذا السبب يقرب مخرجه من مخرج

عضد الدين صاحب المواقف وغيرهم حيث قالوا ان المقلد
اذا التزم مذهبا معينا فهل يلزمه فقيل يلزمه وقيل لا
يلزمه وقيل هو كغير الملتزم انتهى ووجه دلالة ذلك على التثليث
بطلان ذلك الاجماع ظاهر لان ابن امير الحاج الذى نقل منه
المعيا عنه ذلك الاجماع متاخر عن الشيخ ابن الهمام والشيخ ابن
الحاجب والقاضى عضد الدين فهؤلاء يدعون التثليث وهو
يدعى ذلك الاجماع فبينهما تخالف ظاهر وتباين باهر مع ان
التثليث متواتر نقله حتى جعل مسئلة من مسائل الاصول و
الظاهر ان اهل القول الاول الامام احمد بن حنبل و الطائفة
الكثيرة من الفقهاء والائمة الشافعية فاما الائمة الشافعية
فقال العلامة الشامى فى صدر شرح الدر المختار ان ما ذكر عن النسفى
من وجوب اعتقاد ان مذهبه صواب يحتمل الخطاء مبنى على انه لا
يجوز تقليد المفضول وانه يلزم التزام مذهبه ورايت فى اخر
فتاوى ابن حجر فانه سئل عن عبارة النسفى المذكورة فحرر ان قول
ائمة الشافعية كذلك ثم قال ان ذلك مبنى على الضعيف من انه
وجب تقليد الاعلم دون غيره والاصح انه يتخير تقليد اى شاء
ولو مفضولا انتهى لكن لا يخفى ان قوله ان ذلك مبنى على الضعيف
الخ انما ورد على ائمة الشافعية لان الوجوب عندهم بمعنى الفرض
لا علينا لان الوجوب عندنا ما ثبت بالدليل الظنى لا بمعنى

الفرض واما الامام احمد والطائفة الكثيرة فقال في تحرير الاصول
ومسلم الثبوت يجوز تقليد المفضول مع وجود الافضل واحمد
طائفة كثيرة من الفقهاء على المنع انتهى ثم قال في مختصر الاصول
يجوز للمقلد تقليد المفضول وعن احمد وابن شريح منعه بل وجب عليه
النظر في الارجح ويتعين الارجح للتقليد انتهى وقال الامام الاسنوي
في شرح منهاج الاصول للقاضي البيضاوي ما حاصله انهم اتفقوا
على ان العامي لا يجوز ان يستفتي الا ممن غلب على ظنه انه من اهل الاجتهاد
والورع فان كان مجتهدا فقال قوم يجب عليه الاجتهاد في اورعهم واعلمهم فان
ترجح احدهما مطلقا تعين العمل بقوله وان ترجح احدهما في التدين واستويا
في العلم وجب الاخذ بقول الاعلم وهو الاقرب وقال الاخرون لا يجب
ورجح ابن الحاجب جواز تقليد المفضول مع وجود الفاضل انتهى فقوله وهو
الاقرب نص على ان قول الائمة الشافعية وغيرهم من وجوب تقليد
الاعلم دون غيره قول صحيح مرجح اقرب الى الصواب لقوله عليه
السلام من تولى من امر المسلمين شيئا واستعمل عليهم رجلا وهو يعلم
ان فيهم من هو اعلم واولى منه بكتاب الله وسنة رسول الله فقد خان الله و
رسوله وجماعة المسلمين رواه الطبراني المؤيد مضمونه بقوله تعالى واتبعوا
احسن ما انزل اليكم من ربكم فالاية نص صريح في وجوب اتباع احسن ما
انزل من الاحكام ولا شك ان المجتهد عند اهل السنة مظهر لا مثبت فكانت
احكام المجتهد ثابتة بالنص ولو معنى كما صرح به التفتازاني في شرح

٤٦

العقائد حيث قال ان القياس مظهر لا مثبت فان الثابت بالقياس
ثابت بالنص معنى انتهى فكان احكامه منسوبة الى ما انزل ولو معنى
ولا شك ان الاحكام المقررة باجتهاد المجتهد الافضل احسن من ما انزل من
الاحكام المقررة باجتهاد المفضول فاذا كان الاحكام المجتهد الافضل احسن ما
انزل من احكام غيره وجب على المقلد التزام مذهب المجتهد الافضل دون
المفضول عملا بتلك الآية وبقوله عليه السلام اذا حكم الحاكم فاجتهد فاصاب
فله اجران واذا حكم فاجتهد فاخطأ فله اجر متفق عليه فذلك الحديث
المتفق عليه نص على ان المجتهد قد يخطئ وقد يصيب فاذا كان الامر كذلك
وجب على المقلد تقليد المجتهد الافضل دون المفضول لئلا يقع
في اتباع كثير الخطاء عمدا وقصدا كما صرح به العلماء قال في الكشف
شرح اصول البزدوي ذهب كل من قال ان المجتهد يخطئ ويصيب
مثل اصحابنا وعامة اصحاب الامام الشافعي ثم قال فمن جعل الحق
حقوقا اثبت الخيار للعامي فيما هواه ومن قال ان الحق واحد الزم العامي ان يتبع
اماما واحدا وقع عنده انه اعلم انتهى وقال في الحمادية وعند الفقهاء
ان الحق واحد فائدته ان العامي يعمل براي امام وقع عنده انه اعلم انتهى
وقال في برامج الرموز واعلم ان من جعل الحق متعددا كالمعتزلة
لم يلزم العامي اماما واحدا كما في الكشف انتهى فحاصل الكلام
ان من جعل ذلك الدليل قطعيا قال بوجوب تقليد الافضل
بمعنى الفرض وهم اهل القول الاول ومن جعله ظنيا قال بوجوب

تقليدا لا فضل بمعنى الوجوب الاصطلاحي لا بمعنى الفرض
وهم اهل القول الثاني والثالث فالفرق بين اهل القول الاول
وبين اهل القول الثاني بالفرضية وعدم الفرضية والفرق بين
اهل القول الثاني وبين اهل القول الثالث ان عند اهل القول
الثاني عدم الفرضية في جميع الاحكام وعند اهل القول الثالث الفرضية
في الاحكام المعمولة وعدم الفرضية في الاحكام الغير المعمولة والفرق بين
اهل القول الاول وبين اهل القول الثالث ان اهل القول الثالث مثل اهل
القول الاول في الاحكام المعمولة ومثل اهل القول الثاني في الاحكام الغير
المعمولة كما صرح به بحر العلوم في شرح المسلم حيث قال ولو التزم مذهبا
معينا اي عهد نفسه انه على هذا المذهب كمذهب ابي حنيفة وغيره فهل
يلزم عليه الاستمرار فقيل نعم يجب الاستمرار ويحرم الانتقال وقيل لا يجب
الاستمرار ويصح الانتقال وقيل من التزم كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد
فيه وفي غيره يقلد من شاء والتيسير وفي التحرير وهو الغالب انتهى فلما كان مقتضى
عدم الفرضية جواز ضده كالوجوب الاصطلاحي ايضا لا ينافي جواز ضده وقد
ثبت بنقول العلماء ان جميع العلماء على وجوب التزام المذهب المعين ثبت هنا
ان اهل القول الاول والثاني والثالث متفقون على وجوب التزام
المذهب المعين ثم تماما في الباب ان اهل القول الثاني على الوجوب الاصطلاحي
بمعنى الفرض وان اهل القول الاول على الوجوب بمعنى الفرض وان اهل
القول الثالث كاهل القول الاول في المعمولة وكالثاني في غير المعمولة

تمسک حاشیہ جیّد ہے کہ نقل کیا شرنبلالی نے اپنی رسالی عقد فرید

میں اور طحطاوی نے شرح در المختار میں ان القاضی اباعاصم

العامری الحنفی کان یفتی علی باب مسجد القفال والموذن

یؤذن للمغرب فنزل ودخل المسجد فلما راه القفال امر

الموذن ان یثنی الاقامة وقدم فتقدم وجهر بالتسمیة مع

القراءة واتی بشعار الشافعیة فی صلوته ومعلوم ان

القاضی اباعاصم انما یصلی قبل بشعار مذهبه فلم

یمنعه سبق عمله بمذهبه فی ذلک انتهی جواب اسکا یہ ہے

کہ یہ فعل اسی قبیل سے ہے کہ مروی ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ سے

قال الامام عبد الوهاب الشعرانی فی المیزان الکبرے

فی فصل فیما نقل عن الامام الشافعی رضی الله عنه ان

الامام الشافعی ترک القنوت لما زار قبر الامام ابیحنیفة

وادرکته صلوة الصبح عنده وقال کیف اقنت

بحضرة الامام وهو لا یقول به انتهی فقوله کیف اقنت بحضرة

الامام وهو لا یقول به صریح فی ان الامام الشافعی رحمه الله

انما ترک القنوت لاجل الامام فقط ثم لا یخفی علی احد ان

ذلک انما کان فی امر مختلف فیه بالاولیه ولم یکن من

الارکان والشرائط فذلک المعنی متعین لان خلافه

مردود بالکتاب والاجماع فاما الکتاب فقال الله تعالی

انما النسئ زيادة فى الكفر يضل به الذين كفروا يحلونه عاما

ويحرمونه عاما لان العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص

الاسباب كما فى الاصول فاذا كان حال العامى والمولى ذلك فما حال

من يعتقد الدوران بين المذاهب ساعة بحرمة الاشياء

وساعة بحلها بعينها ولا يرد ذلك على المجتهد لانه اذا

راى الدليل القوى كان مدة مدلول الدليل السابق فى حقه

ومقلده تمت به فلم يكن رجوعا فى الحقيقة بل هو انتهاء مدته

فكذلك المقلد اذا وقع عنده ان صاحب ذلك المذهب اعلم واولى صار

مدة اتباع السابق تمت بحكم الحديث المذكور فكان عليه

اختيار مذهب ذلك الافضل بالكلية واجبا بالوجوب

الاصطلاحى عملا بالحديث المذكور واما الاجماع فقال الشيخ ابن

الحاجب فى مختصر الاصول لا يرجع عنه بعد تقليده اتفاقا وفى حكم

اخر المختار جوازه انتهى وقال القاضى عضد الدين فى شرح مختصر

الاصول اذا عمل العامى بقول مجتهد فى حكم مسئلة فليس له تقليد

غيره فيها انتهى وقال الامام الاسنوى فى شرح منهاج الاصول اذا

قلد مجتهدا فى مسئلة فليس له تقليد غيره فيها انتهى وقال الشيخ

ابن الهمام فى تحرير الاصول لا يرجع عما قلد فيه اى عمل به اتفاقا وهل

يقلد غيره فى غيره المختار نعم انتهى وقال البهارى فى مسلم الثبوت

لا يرجع المقلد عما عمل به اتفاقا وهل يقلد غيره فى غيره المختار نعم

منه لاقصى الحلق همز ها
ثم لوسطه فعين حا
ادناه غين خا وها والقاف
اقصى اللسان فوق ثم الكاف
اسفل والوسط فجيم الشين يا
والضاد من حافته اذ وليا
لاضراس من ايسر او يمناها
واللام ادناها لمنتهاها
والنون من طرفه تحت اجعلوا
والرا يدانيه لظهر ادخل

50

والطاء والدال وتا منه ومن
عليا الثنايا والصفير مستكن
منه ومن فوق الثنايا السفلى
والظاء والذال وثا للعليا
من طرفيهما ومن بطن الشفه
فالفا مع اطراف الثنايا المشرفه
للشفتين الواو باء ميم
وغنة مخرجها الخيشوم

انتهى وقال في الدر المختار وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل

اتفاقا انتهى وقال الشامي في شرحه صرح بذلك ابن الهمام في التحرير

ومثله في اصول الآمدي وابن الحاجب وجمع الجوامع انتهى وقال

صاحب البحر الرائق في الرسالة المسماة برفع الغشا عن وقتي العصر و

العشا وخير الدين الرملي في الفيض الرائق على البحر الرائق في

كتاب القضاء قال الشيخ القاسم في تصحيح القدوري قال الاصوليون

اجمعون لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق وهو المختار

في المذهب انتهى فقد ثبت من اهل الاصول ان المقلد لا يصح رجوعه

عن التقليد بعد العمل بالاتفاق وهو المختار في المذهب فما قيل من انه

قال في مسلم الثبوت قيل مختلف فيه يعني الرجوع بعد العمل قول

يدل عليه التثليث في الالتزام لان وجوده ليس اولى من عدمه

ضرورة فتدبر انتهى كلام صاحب المسلم هو باطل وقوله فتدبر كما

هو عادته اشارة الى بطلانه وبطلانه بالوجوه فالوجه الاول الفرق

البين بين الملتزم وغير الملتزم لانه اذا لم يختر التزام المذهب كان

فيه في ذلك الزمان خوف التلهي وهو حرام بالاجماع فاجمع اهل الاجماع

على تلك القاعدة لسد باب الفساد دل على فساده وعدم تدينه

عدم التزامه قال الشيخ ابن الهمام والتارك لمذهب مجتهد الاجماع

في ذلك الزمان الاجهوري باطل لا لقصد جميل كما في الشامي والطحطاوي

والعالمگيري وقال الشيخ القاسم مسئلة كما في قضاء الشامي بخلاف

للملتزم دل على تديُّنه بالتزامه والوجه الثاني انه يجوز ان يرى

اهل الاجماع في غير الملتزم علة داعية الى الاجماع لم يكن في الملتزم

فلذا اجمعوا على تلك القاعدة فيه لا فيه ولم نؤمر لادراك علل الاجماعات

ودواعيها بل نؤمر ونكلف بالامتثال لها والعمل بها والوجه الثالث

ان الملتزم وغير الملتزم ليس بينهما ملازمة كالملازمة بين طلوع

الشمس ووجود النهار فيلزم من وجود التثليث فيه وجود التثليث فيه

ان التثليث فيه غير ممكن كما لا يخفى على اهل العلم فلم يكن بينهما ملازمة

لوجود الفرق بينهما فبطل استنباط الاختلاف في غير الملتزم

من التثليث في الملتزم وما قيل ان المراد لا يصح رجوعه عن عين

تلك الحادثة المنقضية لا ما يحدث بعدها من جنسها فهو باطل

يدل على بطلان تثليثهم المذكور في كتب الاصول فقال ابن الحاجب

في مختصر الاصول بعد بيان مسئلة غير الملتزم والقاضي عضد

الدين في شرح مختصر الاصول فلو التزم مذهبا معينا كمذهب

مالك او الشافعي وغيرهما ففيه ثلث مذاهب ولها يلزم وثانيها لا يلزم

وثالثها انه كالاول فيما عمل به وهو لم يلتزم انتهى قال الشيخ ابن الهمام في تحرير

الاصول بعد بيان مسئلة غير الملتزم فلو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة

او الشافعي فقيل نعم وقيل لا وقيل هو مثل من لم يلتزم وهو الغالب

انتهى وقال البهاري في مسلم الثبوت بعد بيان مسئلة غير الملتزم

ولو التزم مذهبا معينا كمذهب ابي حنيفة او غيره فهل يلزم عليه

٥٢

الاستمرار فقيل نعم وقيل لا وقيل كمن لم يلتزم فلا يرجع عما قلد
فيه وفي غيره يقلد من يشاء وعليه السبكي وفي التحرير وهو
الغالب انتهى فذلك التثليث نص صريح في بطلانه كما لا يخفى
وايضا يدل على بطلانه عباراتهم المذكورة في مسئلة غير الملتزم
كما لا يخفى وايضا يدل على بطلان ذلك التاويل قولهم لا يصح
الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق لانه اذا عمل بعين فيما يحدث
من جنس بعد تلك الحادثة لكان رجوعا عن التقليد بعد العمل وفي
قولهم لا يصح الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق نص
في منع الرجوع عن التقليد بعد العمل بالاتفاق فكان ذلك
التاويل غير جائز مع ان مثل هذه التاويلات الواهية لا
تقبل في مقابلة مثل ذلك الاجماع المتواتر نقله في كتب الاصول
ثم لا يخفى على الامام الكامل والهمام الفاضل ان تلك القاعدة
الاصولية من ان المقلد لا يصح رجوعه عن التقليد بعد العمل بالاتفاق
استيصال الرخص المذاهبية والدورانية بين المذاهب بان يعمل ساعة
بهذا وساعة بهذا فهكذا في كل مسئلة من مسائل الدين
بحسب الاغراض والحاجات وبيان ذلك الاجمال انا فرضنا
ان جميع مسائل الشرع ثمان مائة مثلا مائة للصلوة ومائة للزكوة
ومائة للصوم ومائة للحج واربع مائة للمعاملات فاذا قلد المقلد
بكر مثلا ابا حنيفة في مائتي الصلوة والمعاملة ومالكا في مائتي

الزكوة والمعاملة والشافعي في مائتي الصوم والمعاملة واحمد بن حنبل في مائتي الحج والمعاملة كان استمراره عليه واجبا ورجوعه عنه ممنوعا بالاتفاق واذا قلد المقلد زيد احد الائمة الاربعة في ذلك كله كان استمراره عليه واجبا ورجوعه عنه ممنوعا بالاتفاق فقد حصل ان كل واحد من زيد وبكر كان استمراره على مذهبه واجبا وانتقاله عنه ممنوعا بالاتفاق غاية ما في الباب ان تمذهب بكر كان بذلك الوجه وتمذهب زيد كان بذلك الوجه لكنهما شريكان في وجوب الاستمرار على المذهب ومنع الانتقال عنه بالاتفاق فكان اللامذهبية والدورانية باطلا بالاتفاق لكن بقي ان المقلد اذا اختار اي وجه من الوجهين المذكورين يختار قلنا ان مقتضى تلك القاعدة الاصولية المتفق عليها ان يختار الوجه الاخير لا الوجه الاول لانه لو اختير الوجه الاول فلا بد للمقلد من احد الامرين اما ان يذكر كل عمل بانه اعمل قبل ذلك بمسئلة كذا فلان مجتهد فهكذا في كل مسئلة من مسائل الدين لكن ذلك باطل بالوجهين فالاول لانه الان تذكر كل مقلد كل مسئلة من مسائل الدين بالوصف المذكور منحصر بل متعذر والوجه الثاني ان شيوع الخيانة وعدم الديانة في هذه القرون بحكم الاحاديث المذكورة في الترقي يوما فيوما واما ان يكون لكل مقلد كتاب يجمع ويكتب فيه معمولاته وهو ايضا باطل لان كون كتاب لكل مقلد في كل عصر يجمع ويكتب فيه معمول لانه متعذر

[illegible] تقييد [illegible]

[illegible] المحررات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ذكر [illegible]

[illegible] الأصولية المتفق عليها

[illegible] ذلك [illegible]

[illegible] الأصلية [illegible]

[illegible] في موضع ذلك الكتاب وغيره من الأدلة المذكورة

في [illegible] من الآيات والأحاديث والإجماعات [illegible]

[illegible] كل [illegible]

[illegible] المشكلات و[illegible]

والله أعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب

[illegible]

سطر	صحيفة	خطأ	صواب	صحيفة	سطر	خطأ	صحيح
٢٠	٥	[illegible]	[illegible]	٣٤	٢	[illegible]	[illegible]
٢٢	[illegible]	[illegible]	[illegible]	٣٤	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	.	.	.	.

غلط نامہ رسالہ عروۃ الوثقی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۸	ستہوا	مستہود	۳۱	۴	سال	فسئل
۵	۱۱	الیسر	المیسر	۳۱	۶	اذی	اخری لہ
۵	۱۵	بالاہ	باآلہ	۳۱	۱۱	عزم	عزم علیہ
۷	۱۵	واعلم	واعلم منہ	۳۱	۱۱	امراۃ	امرأتہ
۱۲	۱۵	وطائفہ من	من الطائفۃ الکثیرۃ	۳۱	۱۵	نوادر ب	نوادر داؤد بن
۲۲	۲	فلذالک	فذلک	۳۲	۱۴	واحر حزہ	واحری حزہ
۲۳	۷	بہذہ	فہذا	۳۵	۹	عظمتہ	عظیمۃ
۲۵	۱	کان	فکان	۳۵	۱۰	ویفقون	ویفتون
۲۵	۸	الکت	الکتاب	۳۷	۱۸	والاقل	والاقلہ
۲۶	۲	صار ملکۃ	صار لہ ملکۃ	۴۳	۱	استاعد	استساعد
۲۶	۱۷	صاحبہ	صاحباہ	۴۳	۱۲	ابن حجر نسفی ب	ابن حجر کالنسفی بہ
۲۶	۱۹	صاحبہ	صاحباہ	۴۳	۱۹	المیسرۃ	المیسرۃ
۲۷	۱	لاقصار	فالاقتصار	۴۷	۹	فی الدین [illegible]	[illegible]
۲۷	۱۱	لان المقد	لان المقلد	۴۸	۱۷	القول الاول	القول الثانی

الحمد للہ کہ کتاب فیض انتساب در بیان تقلید مسمی بعروۃ الوثقی تصنیف مولوی محمد شاہ [illegible]
بکمال تصحیح و تنقیح در مطبع محمدی باہتمام راقم الحروف محمد مرزا خان
عفی لہ الرحمن واقع کوچہ جیل فیض بازار حلیہ طبع پوشید فقط

اشتہار

مصنف صاحب نے حق تصنیف کتاب ہذا کا مالک مطبع کو بخش دیا لہذا کوئی
قصد طبع کتاب ہذا کا بلا اجازت مالک مطبع موصوف کی حسب قانون ایکٹ سنہ ۱۸۴۷ع کی نہ فرماوی کہ نقصان [illegible]